Fikr-o-Nasar (Islamabad) 25:1 (1987)

شیخ برهان الدین مرغینانی
اور
ان کی کتاب الهــدایه

محمد میاں صدیقی

(همارے اسلاف نے جس محنت، لگن اور تحقیق و تفحص سے علم کی خدمت کی اور خاص طور پر علوم شرعیه میں جس جزرسی کی انتہا پر قدم رکھا وہ مسلمانوں کی تاریخ کا قابل فخر باب ہے ۔ ان کی کتب کمیت و کیفیت دونوں اعتبار سے معرکة الآراء هیں ، هماری بدقسمتی که آج هم ان سے پوری طرح متعارف نہیں هیں ـ هماری خواهش ہے که هم فکرونظر کے هر شمارے کے کچھ صفحات کسی ایک وقیع علمی و تحقیقی کتاب کے تعارف کیلئے وقف کر دیں ـ ان شاء الله ۔ زیر نظر کتاب ,, هدایه،، کا تعارف اسی سلسله کی ایک کڑی ہے ، هم یه سلسله جاری رکھنا چاهتے هیں اس لئے اپنے علمی معاونین سے معاونت کے خواستگار هیں ـ) (اداره)

هـدایه فقـه اسـلامی کی معـروف و مستند کتاب ہے اور فقـه حنفی میں اس کو نه صرف ایک بنیادی کتاب هونے کا شرف حاصل ہے بلکه اپنی بعض منفرد خصوصیات کی بنا پر فقه حنفی کی کتابوں میں ممتاز حیثیت کی حامل ہے اور اس کی یہی انفرادیت اور امتیاز اس بات کا سبب بنا ہے که حنفی نقطۂ نظر سے لکھی جانے والی ضخیم کتابوں میں هدایه سب سے زیاده مقبول و متداول ہے ـ برصغیر پاک و هند کے اکثر دینی مدارس میں شامل نصاب ہے ـ

اس کے مصنف شیخ برهان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل بن خلیل بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی هیں (۱) .

مصنف رحمه الله کو الله تعالیٰ نے خاندانی اور نسبی شرافت سے بھی نوازا ـ ان کا سلسله نسب خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه سے ملتا ہے ـ

۸ رجب ۵۱۱ هجری کو بروز دوشنبه وسطی ایشیا کے علاقہ فرغانہ میں بمقام مرغینان پیدا ہوئے (۲) ۔

مرغینان ماوراء النہر کے علاقے میں ولایت فرغانہ کی ایک چھوٹی سی بستی ہے جو دریائے سیحون کے جنوب میں واقع ہے۔ اسی بستی کی نسبت سے مرغینانی کہلاتے ہیں ۔

مرغینانی نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی ، اس کے بعد اس وقت کے رواج اور طریقہ کے مطابق مختلف اسلامی ممالک کا سفر اختیار کیا، اور جہاں جو صاحب علم ملا اس سے استفادہ کیا ۔ اس زمانے میں تعلیم سفر کے بغیر مکمل نہیں ہوتی تھی، آج کی طرح مدارس کا رواج نہ تھا ، اہل علم و فضل کی اپنی اپنی مسندیں تھیں جہاں وہ درس دیتے تھے، دور ودراز سے طالبان علوم آکر ان میں شریک ہوتے اور کسی ایک استاذ یا ایک مجلس درس سے استفادہ پر اکتفا نہ کرتے ۔ بلکہ جہاں جو شخص جس فن کا ماہر ملتا وہاں چلے جاتے، کئی کئی برس اس کی خدمت میں رہتے اور اس کے علم و فضل سے پوری طرح مستفید ہوتے ۔

اساتذہ :

اساتذہ میں سب سے پہلے خود آپ کے والد گرامی امام بہاء الدین علی بن محمد بن اسماعیل (م: ۵۳۵ھ) شامل ہیں، ان سے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی ۔

دیگر اساتذہ میں بطور خاص مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں:

۱ ۔ نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد النسفی (م : ۵۳۷ھ/۱۱۴۲ء) امام نسفی کے نام سے مشہور ہیں، عقائد کے موضوع پر ایک مختصر کتاب لکھی، علامہ تفتازانی نے اس کی شرح لکھی جو ,, شرح عقائد نسفی " کے نام سے مشہور ہے۔ طویل عرصہ تک دینی مدارس میں شامل رہی، اب اس کی تدریس تقریباً ختم ہو گئی ۔

۲ ۔ حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن مازہ (م:٥٣٦ھ/١١٤١ء) ,,صدر الشہید،، کے لقب سے مشہور ہیں ۔
۳ : ابو عمرو عثمان بن علی البیکندی (م: ۵۵۲ھ/۱۱۵۷ء) ۔ فقہ حنفی کی معروف و ضخیم کتاب المبسوط کے مصنف شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل ابی بکر السرخسی (م: ۴۹۰ھ) کے شاگرد ہیں ۔
۴ : بہاء الدین علی بن محمد اسماعیل الاسبیجانی (م : ۵۳۵ھ /۱۱۴۰ء) (۳) ۔

مرغینانی کو ان کے ہم عصر علماء اور فقہاء نے محقق، اصولی، محدث اور فقیہ کہا ۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی (م: ۱۳۰۴ھ) الفوائد البہیہ میں لکھتے ہیں :

,,کان اماماً، فقیہاً، حافظاً، محدثاً، مفسراً، جامعاً للعلوم، ضابطاً للفنون، متفناً، محققاً، نظاراً، مدققاً، زاہداً، ورعاً، بارعاً، ماہراً، اصولیاً، ادیباً، شاعراً، لم تر العیون مثلہ، فی العلم والادب ولہ، الید الباسط فی الخلاف والباع الممتد فی المذہب ،، (۴)

یعنی شیخ برہان الدین مرغینانی اپنے وقت کے امام؛ عظیم المرتبت فقیہ، حافظ حدیث، مفسر، مختلف علوم و فنون کے جامع، صاحب ورع و تقوی، عابد و زاہد اور محقق تھے ۔ علم و ادب کے مختلف گوشوں پر وسیع اور ناقدانہ نظر رکھتے تھے ۔ علم خلافیات میں بلند مرتبہ پر فائز تھے، اور فقہی مذاہب پر مجتہدانہ دسترس رکھتے تھے ۔

مرغینانی علم و فضل کے اس بلند مقام پر پہنچے کہ اس زمانے کے مشائخ اور اکابر فقہاء نے ان کی علمی عظمت و برتری کا اعتراف کیا ۔ مثلاً امام فخر الدین رازی (م: ٦٠٦ھ) قاضی خان (م ۵۹۲ھ)، ظہیرالدین بخاری (م: ٦١٩ھ) صاحب فتاوی ظہیریہ

جیسے اکابر نے مرغینانی کو اپنے دور کا بے مثال محقق ، فقیه اور اصولی تسلیم کیا ہے (۵) ۔

تینتیس برس کی عمر میں (۵۴۴ھ) حج بیت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے ۔ گویا تینتیس برس کی عمر میں معراج علوم پر پہنچنے کے ساتھ ساتھ روحانی کمالات اور باطنی ترقیات کا بلند ترین مقام بھی حاصل کر لیا تھا ۔

اکثر تذکرہ نگاروں نے آپ کی تاریخ وفات ۱۴ ذی الحجه ۵۹۳ ہجری بیان کی ہے (٦) ۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے که تاریخ وفات ۵۹٦ ہجری ہے ۔ لیکن تاریخی اعتبار سے پہلی روایت صحیح ہے ۔ نصب الرایه لاحادیث الہدایه کے مقدمه میں اسی کو اختیار کیا ہے ۔

وفات سمرقند میں ہوئی اور وہیں دفن کیا گیا ۔ تدفین کے حواله سے مورخین نے لکھا ہے که : سمرقند میں ایک ایسا مشہور و معروف قبرستان تھا جس میں چار سو کے قریب ایسے فقہاء، مشائخ، محدث اور مفسر دفن تھے جن کے نام میں ,, محمد ،، تھا ۔ مرغینانی کے بعض ورثاء اور تلامذہ کی خواہش تھی که انہیں بھی اہل علم و تقویٰ کی اسی بستی میں آسودۂ لحد کیا جائے مگر کیوں که ان کے نام میں محمد نه تھا اس لئے انہیں وہاں دفن نه کیا جا سکا ۔ البته اسی قبرستان کے متصل دفن کیا گیا (۷) ۔

بعض اہل علم نے ,,مجتہد مسائل،، سے آپ کی تاریخ وفات نکالی(۸) ۔

فقہاء کے کتنے مدارج اور کتنے طبقے ہیں ؟ اس بارے میں ابن الکمال پاشا (م: ۹۴۰ھ) نے ایک مختصر رساله طبقات الفقہاء لکھا ہے ۔ اس میں فقہاء کو حسب ذیل سات طبقوں میں تقسیم کیا ہے ۔

۱ ۔ مجتہد فی الشرع، ۲ ۔ مجتہد فی المذہب ، ۳ ۔ مجتہد فی

المسائل ، ۴ ـ اصحاب تخریج ، ۵ ـ اصحاب ترجیح، ٦ ـ مقلدین میں سے وہ طبقہ جو اقوی، قوی، اور ضعیف ، اور ظاهر الروایت نادرہ میں فرق و تمیز کر سکے ، ۷ـ مقلدین میں سے وہ حضرات جو مذکورہ بالا امور میں سے کسی پر قادر نہ ہوں ۰

ابن کمال پاشا کا کہنا ہے کہ ان سات طبقوں میں سے پہلے تین طبقے مجتہدین کے ہیں اور باقی چار طبقے مقلدین کے (۹) ـ

۱ : **مجتہد فی الشرع** ـ وہ حضرات جنہوں نے اصول اجتہاد وضع کئے اور ان اصول کی روشنی میں غیر منصوص مسائل کے احکام معلوم کئے ـ جیسے امام ابوحنیفہ ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل ـ

۲ : **مجتہد فی المذہب** ـ جو خود کسی فقہی مسلک کے بانی نہیں ہیں ـ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کے مقلد ہیں ـ مجتہد فی المذہب اپنے امام کے نصوص کا پابند ہوتا ہے ـ وہ یہ جانتا ہے کہ امام کے اصول کیا ہیں اور اس نے کن اصول پر اپنے مذہب (فقہی مسلک) کی بنیاد رکھی ہے ـ چنانچہ جب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے جس میں امام کا نص موجود نہ ہو تو وہ اس میں اسی امام کے اصول کے مطابق اجتہاد کرتا ہے ، اور امام کے اقوال سے اسی کے طریقہ کے مطابق اس کی تخریج کرتا ہے ـ لیکن اپنے امام کے وضع کردہ اصول اور قواعد و ضوابط سے باہر نہیں جاتا ـ جیسے امام ابو یوسف امام محمد بن حسن شیبانی ، امام زفر بن ہذیل، اور امام مزنی وغیرہ ـ

۳: **مجتہد فی المسائل** ـ اصول اور مبادی میں اپنے امام سے اتفاق رکھتے ہوں البتہ بعض فروعی مسائل میں اپنے امام کے اجتہاد سے اختلاف رکھتے ہوں ـ جیسے مذہب حنفی میں امام طحاوی، سرخسی اور بزدوی اور شافعی مذہب میں امام غزالی ـ

ابن کمال پاشا (م: ۹۴۰ھ) نے مرغینانی کو ان ابتدائی تین طبقوں میں شمار نہیں کیا جو مجتہدین کے طبقے ہیں بلکہ فقہاء کے چوتھے

طبقه میں شمار کیا ہے۔ یعنی اصحاب تخریج میں، جو خود ان کے قول کے مطابق فقہائے مقلدین کا پہلا طبقہ ہے۔ ان کی اس تقسیم اور رائے پر علمائے احناف نے سخت تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ : ,, علم فقہ میں صاحب ہدایہ کا رتبہ قاضی خان سے کم نہیں ہے بلکہ صاحب ہدایہ نے ہدایہ میں نقد دلائل اور استخراج مسائل میں جو اسلوب، اور معیار قائم کیا ہے اگر اس پر نظر کی جائے تو وہ اس بات کے مستحق نظر آتے ہیں کہ انہیں مجتہد فی المذہب مانا جائے ،،(۱۰) ۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی کا رجحان اسی طرف ہے۔ الفوائد البہیہ میں انہوں نے اسی رائے اور میلان طبع کا اظہار کیا ہے(۱۱) ۔

تصانیف :

مرغینانی کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے لیکن ان کی وہ ایک کتاب جس کی تلخیص ہدایہ کی صورت میں آج ہمارے پاس ہے ، کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے بہت سی کتابوں پر بھاری ہے۔ میری مراد ان کی ابتدائی تصنیف کفایۃ المنتہی سے ہے۔ مورخین اور تذکرہ نگاروں نے ان کی جن تصانیف کی نشان دھی کی ہے ان کی تعداد گیارہ سے تجاوز نہیں کرتی ۔ اور وہ سب کی سب فقہ کے موضوع سے متعلق ہیں ۔

۱ : بدایۃ المبتدی : اس کتاب میں قدوری اور امام محمد کی جامع صغیر کے مسائل کو جمع کیا اور ان میں بعض ضروری احکام و مسائل کا اضافہ کیا ۔ تبریک کے طور پر کتاب کے مضامین کی ترتیب وهی رکھی جو امام محمد نے جامع صغیر میں رکھی تھی ۔ اس کتاب میں اپنے اس ارادہ کا اظہار کیا کہ اگر اللہ کی توفیق شامل حال ہوئی تو میں اس کی شرح کروں گا ۔ اور اس شرح کا نام ,, کفایۃ المنتہی،، ہوگا ۔

۲ : كفاية المنتهى : ,,بداية المبتدى،، کے نام سے ایک جامع متن کی تصنیف کے بعد اپنے ارادہ اور وعدہ کے مطابق اس کی بسیط شرح لکھی جسے كفاية المنتهى کے نام سے موسوم کیا ۔ تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ کتاب اسی (۸۰) جلدوں، یا اسی اجزاء پر مشتمل تھی ۔ لیکن اس کا مسودہ زیادہ دیر اهل علم و فضل کے احاطۂ علم میں نہ رہ سکا، اور بعد میں آنے والوں کے لئے اس کے صرف حوالے ھی رہ گئے۔

اسی عظیم اور ضخیم الشان شرح کی تلخیص ,, ھدایہ،، ہے ۔

۳ : نشـر المذاهب :

۴ : مجموع النوازل : بعض مولفین نے اس کا نام مختارات النوازل لکھا ہے ۔

۵ : مختار الفتاوی : بعض علماء کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ مجموع النوازل اور مختار الفتاوی دونوں ایک ھی کتاب ھیں ۔ ایسا نہیں ہے ۔ یہ دونوں دو مختلف کتابیں ھیں (۱۲) ۔

٦ : منتقی الفروع : صاحب كشف الظنون (۱۳) نے اس کا نام منتقی المرفوع لکھا ہے ۔

۷ : كتاب الفرائض : یہ کتاب اصول میراث، اور احکام میـراث پر مشتمل ہے ۔

مرغینانی نے اس کا نام پہلے ,,فرائض العثمانی،، تحریر کیا ہے ۔ اس کتاب کی صورت حال یہ ہے کہ مرغینانی سے پہلے ایک فقیہ اور عالم شیخ عثمانی کے نام سے گزرے ۔ انھوں نے میراث کے موضوع پر یہ کتاب لکھی ۔مرغینانی کی نظـر سے یہ کتـاب گزری انھـوں نے محسوس کیا کہ میراث کے موضوع پر اس میں درج مسائل تشنہ اور ناکافی ھیں ۔ انھوں نے اس میں مفید اور ضروری اضافے کئے اور بنیادی طور پر کتاب کیوں کہ شیخ عثمانی کی تھی اس لئے انھی کے نام سے موسوم کر دی ۔

کتاب الفرائض یا فرائض العثمانی کی مختلف اہل علم نے شرحیں لکھیں، ان میں معروف شرح شیخ منہاج الدین ابراہیم بن سلیمان السرامی کی ہے (۱۴) ۔

۸ : التجنیس والمزید : اس کتاب میں متأخرین فقہاء کے وہ فقہی استنباطات اور اجتہادات جمع کئے ہیں جو فقہائے متقدمین نے بیان نہیں کئے تھے ۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ کتاب مرغینانی کے استاد حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ کی فقہی تحقیقات کا تتمہ اور تکملہ ہے (۱۵) ۔

۹ : مناسک الحج :

۱۰ : شرح الجامع الکبیر : امام محمد بن حسن شیبانی نے سیر کے موضوع پر جامع کبیر کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تھی ۔ یہ اس کی شرح ہے (۱٦) ۔

۱۱ : الہدایة : مرغینانی کی تمام تصانیف میں جو مقام اور رتبہ ہدایة کو ملا وہ کسی دوسری تصنیف کو نہ مل سکا ۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں ذکر کیا گیا کہ مرغینانی نے پہلے ,,بدایة المبتدی،، کے نام سے ایک کتاب لکھی، اسکے بعد اسکی مفصل شرح لکھی جو اَسیؔ (۸۰) اجزاء پر مشتمل تھی ، اس کا نام ,, کفایة المنتہی ،، رکھا ۔

کفایة المنتہی کی تکمیل کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ اتنی ضخیم کتاب کا مطالعہ اور اس سے استفادہ اہل علم کے لئے دشوار ی کا سبب ہوگا ۔ اس کی ایسی تلخیص کی جائے کہ اہم اور ضروری مسائل کا احاطہ بھی ہو جائے اور اس کی تعلیم و تعلم بھی آسان ہو۔

چنانچہ انہوں نے اسی اجزاء پر مشتمل مضامین کو چار مناسب جلدوں میں مدون کیا ۔ لیکن چار جلدوں میں ہونے کے باوجود ٹھوس، جامع اور مختصر متن کی طرح اس کی ایک ایک سطر اور ایک ایک جملہ تفصیل اور وضاحت کا محتاج ہے ۔ ظاہر ہے کہ جو کتاب اَسیؔ

جلدوں کا خلاصه اور نچوڑ هوگی اس کی عبارت انتهائی جامع هوگی اور کم الفاظ اور مختصر جملوں میں معانی و مطالب کا سمندر موجزن هوگا ـ

علوم و فنون کی تاریخ میں یه بات کم دیکھنے میں آئی ہے که وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کسی کتاب کی اهمیت و افادیت میں اضافه هوتا رهے ـ عام طور پر یه هوتا ہے که اچھی سے اچھی کتاب کی بھی ایک مدت هوتی ہے ـ ایک خاص وقت اور مدت گزرنے کے بعد کتاب کی اهمیت و افادیت کم هو جاتی ہے ـ لیکن هدایه کی صورت حال بالکل مختلف ہے ـ یه کتاب چھٹی صدی هجری میں لکھی گئی اور اب آٹھ صدیوں کی طویل مدت گزرنے کے بعد نه اس کی اهمیت میں کوئی کمی آئی اور نه لوگ اس کی ضرورت سے بے نیاز هوئے بلکه گزشته نصف صدی میں اس کی ضرورت میں اضافه هوا ہے بالخصوص ان مسلم ممالک میں جهاں نفاذ اسلام اور احیاء اسلام کا عمل جاری ہے ـ همارے اپنے ملک (پاکستان) میں هدایة سے جتنی مدد لی جا رهی ہے وہ علمی اور بطور خاص فقهی لٹریچر میں هدایه کا مقام متعین کرنے کے لئے ایک بهترین پیمانه ہے ـ علمائے فقه اور ماهرین قانون کے نزدیک هدایه کے ماخذ و مصدر بننے کی ایک بنیادی وجه همارے ملک میں یه بھی ہے که یه مذاهب فقه میں مذهب حنفی کی نمائندگی کرتی ہے اور همارے ملک کی اکثریت حنفی المسلک ہے ـ

هدایه کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت کا میں بطور خاص ذکر کروں گا ـ وہ یه که اکثر علمی اور فنی کتابوں میں صورت حال یه هوتی ہے که ان کا ابتدائی حصه زیادہ مشکل هوتا ہے ، مسائل پر تفصیلی بحثیں بھی ابتدائی حصے میں زیادہ هوتی هیں، زبان اور اسلوب بیان پر بھی ابتداء میں زیادہ زور هوتا ہے ـ بعض مصنفین تو ایسا دانسته طور پر کرتے هیں که قاری کتاب کا ابتدائی حصه ضرور

پڑھتا ہے اور اگر پوری کتاب پڑھتا ہے تو ابتدائی صفحات اور مباحث کو زیادہ توجہ کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور یہ طبعی امر ہے کہ ابتدائی صفحات پڑھ کر قاری کے ذہن پر کتاب کے بارے میں جو نقوش اور تاثرات ثبت ہوتے ہیں وہ آخر تک قائم رہتے ہیں۔ مصنف اس حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے اور اپنی اس آگہی کا وہ پورا پورا فائدہ اٹھاتا ہے۔

بعض مصنف غیر شعوری طور پر ایسا کرتے ہیں۔ وہ جب کتاب لکھنے بیٹھتے ہیں تو ان کے ذہن میں بہت کچھ ہوتا ہے۔ ابتداء میں وہ بہت پرعزم ہوتے ہیں اور اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہوتا ہے کہ جو زور بیان ابتداء میں ہوتا ہے وہ آگے چل کر باقی نہیں رہتا، اور آهستہ آہستہ ان کا قلم دھیما ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور کتاب کا ایک تہائی حصہ پڑھ لینے کے بعد قاری کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ چڑھائی ختم ہو گئی اور اب وہ کسی ڈھلان پر ہے اور اوپر سے نیچے کی طرف جا رہا ہے۔

میں نے ھدایہ کے صرف ڈیڑھ سو صفحے پڑھے۔ اپنے والد محترم سے۔ (١٧) پڑھانے کی سعادت سے محروم رہا لیکن اللہ تعالی نے ابتدائی دو جلدوں کے اردو ترجمہ کی سعادت سے نوازا، اس وقت یہ بات میں نے خود محسوس کی کہ ھدایہ کا معاملہ عام کتابوں کے بالکل برعکس ہے۔ کتاب جتنا آگے بڑھتی ہے مضمون، عبارت اور اسلوب بیان اتنا ھی مشکل ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخری دو جلدوں (۳، ۴) کا ترجمہ میرے برادر بزرگ مولانا محمد مالک کاندھلوی نے کیا، اس ترجمہ کو جب میں نے بالاستیعاب پڑھا تو یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ ان حصوں کا ترجمہ شاید میرے لئے ممکن نہ ہوتا، اور اگر میں کر بھی سکتا تو زیادہ وقت اور زیادہ محنت درکار ہوتی۔ ابتداء کی دو جلدوں کے ترجمہ کی بہ نسبت،

میں نے اپنا یہ تاثر اور تجربہ والد محترم سے بھی بیان کیا تو

انھوں نے اس کی توثیق کی اور فرمایا کہ : ھدایہ اس خصوصیت میں منفرد ہے کہ مضمون جتنا آگے بڑھتا ہے ہر لحاظ سے اتنا ھی دقیق اور مشکل ھو جاتا ہے۔

والد محترم نے ایک سے زیادہ مواقع پر یہ بات کہی کہ :
علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۹۳۳ء) فرمایا کرتے تھے کہ"چاروں فقہی مسالک میں فقہاء نے بہت کتابیں لکھیں، اور ان میں بعض مضامین اور اسلوب بیان کے اعتبار سے بہت بلند مرتبہ ھیں لیکن ھدایہ جیسی کوئی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی، حسن ترتیب اور حسن بیان دونوں کے اعتبار سے ھدایہ بے مثال کتاب ہے۔ اگر کوئی شخص مجھ سے یہ کہے کہ فتح القدیر جیسی کتاب لکھ دو تو مجھے امید ہے کہ میں لکھ سکوں گا۔ لیکن اگر کوئی ھدایہ جیسی کتاب لکھنے کے لئے کہے تو شاید میں چند سطریں بھی نہ لکھ سکوں" .

شاہ صاحب کا یہی مقولہ کم و بیش مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے نصب الرایہ کے مقدمہ میں نقل کیا ہے(۱۸) .

ناچیز راقم اور برادر محترم مولانا محمد مالک کے ترجمہ پر والد صاحب قبلہ نے جو تقریظ لکھی اس میں ھدایہ کے بارے میں یہ کلمات تحریر کئے۔ ان کا یہ جملہ ھدایہ کی ایک منفرد خصوصیت کی نشان دھی کر رھا ہے۔ :

,,دریا کی ظاھری سطح پر تیرنے سے موتی ھاتھ نہیں آتے ، موتی اس کے ھاتھ لگتے ھیں جو دریا کی گہرائی تک غوطہ لگانے کی قدرت رکھتا ھو۔ ایسے ھی راسخین فی العلم میں سے شیخ مرغینانی رحمہ اللہ بھی ھیں جنھوں نے شرائع اسلام یعنی احکام شرعیہ کی تحقیق و تدقیق پر ,, ھدایہ" کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی جو احکام شرعیہ کی تحقیق و تدقیق اور

علم کی گہرائی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی ۔ ہر مسئلہ پر ائمہ اربعہ کے اقوال ، اور ہر قول کی ایک ایک دلیل نقلی اور ایک ایک دلیل عقلی بیان کی ، پھر آخر میں امام ابوحنیفہ کے مسلک کی ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل عقلی بیان کرنے کے بعد ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کی ہر دلیل نقلی اور دلیل عقلی کا جواب دیا ۔ اس طرح بسا اوقات تین اماموں کی چھ دلیلیں اور ان کے چھ جواب مل کر بارہ ہو جاتے ہیں ۔ اور دو دلیلیں امام ابو حنیفہؒ کی اور ایک وجہ ترجیح ۔ سب مل کر پندرہ دلائل کا ذخیرہ چند سطروں میں سامنے آ جاتا ہے اور قاری پر حیرت و استعجاب کا عالم طاری ہو جاتا ہے "(۱۹) ۔

خصوصیت ھدایہ کے ضمن میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ چاروں فقہی مسالک کی جو نمائندہ کتب لکھی گئیں اول تو ان میں صرف اپنے مسلک کا بیان، اس کی وضاحت اور دلائل ہیں ۔ دوسرے فقہی مسالک ان میں ذکر نہیں کئے گئے ۔ اور اگر ذکر کئے گئے ہیں تو دوسرے مسالک کے دلائل پیش نہیں کئے گئے مثلاً فقہ مالکی میں ابن رشد قرطبی (م: ۵۹۵ھ) کی بدایۃ المجتھد ۔ یہ کتاب اصلاً فقہ مالکی کی نمائندگی کرتی ہے ۔ مالکی مسلک کی اہم اور بنیادی کتابوں میں اس کا شمار ہوتا ہے ۔ اور بلاشبہ ایک بلند مرتبہ کتاب ہے ۔ اس کے مصنف صاحب ھدایہ کے ہم عصر ہیں، ان کا سال وفات ۵۹۳ھ اور ابن رشد کا ۵۹۵ ھجری ہے ۔ ابن رشد بھی مالکی مسلک کے علاوہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی آراء اور ان کا نقطۂ نظر بھی بعض مسائل میں بیان کرتے ہیں ۔ بلکہ مالکی مسلک اور باقی تین مسلمہ فقہی مسالک کے علاوہ بعض ایسے فقہاء کے اقوال و آراء بھی نقل کرتے ہیں جن کی طرف کوئی مسلک منسوب نہیں یا جنھوں نے کسی فقہی مسلک کی

بنیاد نہیں رکھی ۔ لیکن صاحب ھدایہ کی طرح ان مسالک اور ائمہ کے دلائل اور پھر جواب دلائل بیان نہیں کرتے ۔

ایسی ھی ایک اور کتاب ابن قدامہ مقدسی (م: ٦٢٠ھـ) کی المغنی بھی ہے ۔ یہ فقہ حنبلی کی نمائندگی کرتی ہے لیکن بعض مسائل میں نہ صرف باقی تین فقہی مسالک کا نقطہ نظر بھی بیان کرتی ہے بلکہ دوسرے غیر صاحب مسلک فقہاء کی آراء اور ان کے اقوال و فتاوی کا بھی اس میں خاصا ذخیرہ مل جاتا ہے۔ لیکن ھدایہ کا اسلوب اور طُرز استدلال ان دونوں کتابوں میں سے کسی میں بھی نہیں پایا جاتا ۔ اپنے علاوہ دوسرے مسالک کا نقطہ نظر ان کے دلائل کے ساتھ پیش کرنا اور پھر ان دلائل کا جواب دینا یہ صرف ھدایہ کی خصوصیت و انفرادیت ہے ۔

ھدایہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں فرد کی زندگی کا بھی احاطہ ہے اور جماعت کی زندگی کا بھی ۔ ایک فرد کو بحیثیت مسلمان جتنے مسائل سے واسطہ پڑتا ہے ان سب کی تفصیل اس میں موجود ہے مثلاً عبادات، نکاح، طلاق، خلع، دیگر معاشرتی مسائل، خرید و فروخت، حوالہ ، کفالہ، رھن، شفعہ وغیرہ ۔ اور اجتماعی مسائل میں حدود ، تعزیرات، دیت ، قصاص، جہاد، عدالتی نظام ، سیاسی و انتظامی امور، مضاربت، اور مشارکت وغیرہ جیسے بنیادی مسائل کی پوری تفصیل بیان کی گئی ہے۔

ھدایہ کی انھی خصوصیات کی بنا پر کہنے والے نے اس کے بارے میں یہ اشعار کہے :

ان الهداية كا القرآن قد نسخت ۔ ماصنفوا قبلها فى الشرع من كتب
فاحفظ قواعد ها واسلک مسالكها۔ يسلم مقالک من زيغ ومن كذب(۲۰)

(یعنی جس طرح قرآن کریم نے پچھلی تمام آسمانی کتابوں کو منسوخ کر دیا اسی طرح ھدایہ بھی ان تمام فقہی کتب پر غالب آ گئی جو اس سے پہلے لکھی جا چکی ھیں ۔

اس کے اصول و قواعد کو یاد کر لیجئے اور اس کے طریقہ کو اپنا لیجئے تو آپ کی گفتگو کجی اور جھوٹ سے محفوظ و مامون ہو جائے گی۔

مرغینانی نے ھدایہ کی تالیف کا آغاز ذی قعدہ ۵۷۳ ھجری سے کیا ، بدھ کا دن اس اھم اور مبارک کام کی ابتداء کے لئے منتخب کیا۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کتاب کی تدریس کا ارادہ کرتے تو بدھ کے روز سے اس کی ابتداء کرتے، اسی طرح جب کسی کتاب کی تصنیف و تالیف کا ارادہ کرتے تو اسے بھی بدھ کے روز سے شروع کرتے ۔ ,, ان کے اساتذہ کا بھی یہی معمول تھا، امام ابو حنیفہ النعمان رحمہ اللہ بھی اسی طریق پر کاربند تھے ۔ علمائے سلف کے اس معمول کی وجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ : اگر کوئی کام بدھ کے روز شروع کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ھیں " (۲۱) ۔

تیرہ برس کی شبانہ روز محنت کے بعد فقہ اسلامی کی یہ عظیم الشان کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی، مصنف رحمہ اللہ اس پوری مدت میں مسلسل روزہ دار رھے (ایام ممنوعہ کے علاوہ) لیکن اس طویل عرصہ میں کسی کو یہ معلوم نہ ھونے دیا کہ وہ مسلسل روزہ رکھتے ھیں ، ھر روز جب خادم کھانا لے کر آتا تو اس سے کہتے کہ کھانا رکھ دو ۔ وہ کھانا رکھ کر چلا جاتا، اس کے جانے کے بعد طلبہ میں سے کسی کو کھلا دیتے ۔ خادم جب برتن لینے آتا تو انھیں خالی دیکھ کر یہ سمجھتا کہ شیخ کھانے سے فارغ ھو گئے ھیں ۔ تیرہ برس تک اخلاص و تقویٰ کے اس اعلیٰ مقام کو چھپاتے رھے (۲۲) لیکن قدرت کا نظام ایسا ہے کہ بندہ اپنے نیک و بد اعمال کو کتنا ھی چھپائے اللہ تعالیٰ انھیں ظاھر کر ھی دیتا ہے۔

سب سے پہلے خود مصنف کے روبرو ھدایہ کا املاء کرنے اور ان

سے درس لینے کا شرف و امتیاز شمس الائمه محمد بن عبد الستار کردری (م : ۶۴۲ھ) کو حاصل هوا ۔

تالیف هدایه کے بارے میں خود مصنف رحمه الله کتاب کے مقدمه میں یوں وضاحت کرتے هیں :

,, حقیقت یه ہے که بدایة المبتدی کے دیباچه میں میں نے یه وعده کیا تھا که ان شاء الله اس کی شرح کروں گا جس کا نام کفایة المنتهی هوگا، چنانچه اس کو شروع کر رها هوں ۔ وعده میں گنجائش اور وسعت هوتی ہے اور جبکه میں فراغت کے قریب پہنچا هوں تو میں نے محسوس کیا ہے که اس میں کلام بہت طویل هو گیا ہے۔ مجھے اندیشه هوا که طول کلام کی وجه سے اصل کتاب (هدایه) هی نه چھوٹ جائے ۔ اس لئے مجھے دوسری شرح کی طرف اپنی توجه منعطف کرنا پڑی جس کا نام هدایه رکھا ۔ اس میں الله کی توفیق سے عمده روایات اور ٹھوس عقلی دلائل جمع کر رها هوں، اس کے هر باب میں زوائد کو ترک کرنے کا اراده ہے۔ اور طول بیان سے احتراز کی نیت ہے۔ لیکن بایں همه وه ایسے اصول پر مشتمل هوگی جن پر فروع متفرع هو سکیں ۔ (مقدمه الهدایة) ۔

اسلوب بیـان :

جیسا که ابتداء میں عرض کیا تھا که هدایه صاحب هدایه کی ایک دوسری تصنیف کفایة المنتهی کی تلخیص ہے ۔ اور تلخیص ظاهر ہے که تفصیل کی به نسبت زیاده مشکل هوتی ہے۔ دوسرے یه که هدایه جس موضوع سے متعلق ہے وه ایک مشکل موضوع ہے ، موضوع کی وسعت اور پیچیدگی نے اسے ایک فنی کتاب کا درجه دے دیا ہے۔ ایسی کتاب کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے که پڑھنے والا اس کے اسلوب بیان اور طرز ادا سے پوری طرح واقف هو ، اس نے کتاب میں جو اصطلاحات اور رموز و اشارات استعمال کئے هیں ان کو بخوبی سمجھتا هو ۔

اس حقیقت کے پیش نظر ان تمام اصطلاحات اور رموز و اشارات کی وضاحت کی جاتی ہے جو مصنف نے ھدایه میں اختیار کی ھیں ۔ ان اصطلاحات اور اشارات کو اھل علم و فضل اور شارحین ھدایه نے ,, عادات صاحب ھدایه ،، سے بھی تعبیر کیا ہے۔

۱ : قال ۔ ھدایه میں متن کے طور پر جو عبارتیں دی گئیں ھیں اور خط کشیدہ ھیں وہ یا تو امام محمد بن حسن شیبانی کی جامع صغیر کی عبارت ہے یا تو مختصر القدوری کی ۔ قال کے ذریعے شیخ مرغینانی اس کو ممتاز کرتے ھیں ۔ اکثر مقامات پر شارحین ھدایه نے بین السطور نشاندھی کر دی ہے که قال سے قدوری کی عبارت مراد ہے یا جامع صغیر کی ۔

بعض مقامات پر قال رضی اللہ عنه لکھتے ھیں ۔ اس سے خود مصنف مراد ھوتے ھیں ۔ شارحین ھدایه کا کہنا ہے که : صاحب بدایه نے جس جگه اپنی کوئی خاص رائے اور تحقیق بیان کی وھاں اصل عنوان تھا قال العبد الضعیف (بندۂ ناچیز کہتا ہے) لیکن مصنف کے انتقال کے بعد ان کے تلامذہ نے کتاب کا املا کرتے وقت ان تمام مواقع پر رضی اللہ عنه لکھدیا ۔ سلف صالحین کی یه عادت تھی که وہ تواضع اور کسر نفسی کے سبب اقول (میں کہتا ھوں) لکھنا اور کہنا پسند نہیں کرتے تھے ۔

۲ : مشائخنا ۔ یعنی ھمارے مشائخ، ھمارے بڑے ، ھمارے اساتذہ، جس مقام پر صاحب ھدایه نے مشائخنا کہا ہے وھاں اس سے ان کی مراد بخارا ، سمرقند، اور ماوراء النھر کے مشائخ ھوتے ھیں ۔ بعض شارحین نے لکھا که وہ اس سے صرف علمائے احناف مراد لیتے ھیں ۔

۳ : فی دیارنا ۔ ھمارے علاقے میں، ھمارے شھروں میں ۔ اس سے سمر قند اور بخارا کے علاقے مراد ھوتے ھیں ۔

۴ : کتاب ۔ بعض شارحین کا کہنا ہے که لفظ کتاب سے مختصر

القدوری مراد لیتے ھیں اور جہاں الکتاب کہتے ھیں وھاں اس سے عام طور پر امام محمد کی جامع صغیر مراد ھوتی ہے۔ صاحب کشف الظنون کہتے ھیں کہ الکتاب سے بھی متن قدوری ھی مراد ھوتا ہے۔ بعض شارحین کا کہنا ہے کہ الکتاب سے بعض مقامات پر خود صاحب ھدایہ کا متن مراد ھوتا ہے۔ شارحین ھدایہ نے یہ بھی وضاحت کی کہ جس خط کشیدہ عبارت (متن) سے پہلے مرغینانی قال نہیں لکھتے وہ عبارت نہ مختصر القدوری کی ھوتی ہے اور نہ جامع صغیر کی۔

۵ : الاصل ۔ کسی مسئلہ اور عبارت کے بیان میں جہاں الاصل لکھ کر حوالہ دیتے ھیں اس سے امام محمد بن حسن کی کتاب المبسوط مراد ھوتی ہے۔

٦ : قالوا ۔ (انہوں نے کہا) جس مسئلہ میں فقہاء متفق نہیں ھیں اور ان کے مابین اختلاف ہے وھاں لفظ قالوا لاتے ھیں ۔ اس سے اس بات کو ظاھر کرنا ھوتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

۷ : عند فلان ۔ (فلاں کے نزدیک) ۔ اس سے کسی فقیہ یا امام کا مسلک اور اس کی رائے بیان کرنا مقصود ھوتا ہے۔

۸ : عن فلان ۔ (فلاں سے) ۔ اس تعبیر سے کسی کی روایت اور قول کو نقل کرنا مقصود ھوتا ہے یعنی یہ بات فلاں عالم یا فقیہ سے پہنچی ہے۔ بعض شارحین کہتے ھیں کہ عن فلان کی اصطلاح ظاھر الروایۃ کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال ھوتی ہے اور عند کا لفظ فقہی مسلک پر دلالت کرتا ہے۔

۹ : بما تلونا ۔ صاحب ھدایہ جب کسی مسئلہ کے استدلال میں بیان کردہ آیت کی طرف اشارہ کرتے ھیں تو یہ عنوان اختیار کرتے ھیں بما تلونا ۔ اس دلیل کے پیش نظر جس کو ھم نے تلاوت کیا ۔

۱۰ : بما روینا ـ اور اگر بیان کردہ حدیث کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو بما روینا کہتے ہیں ـ یعنی اس بنا پر جو ہم نے روایت کیا ـ

۱۱ : بما ذکرنا ـ صاحب ہدایہ جب کسی عقلی دلیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو اس کے لئے بما ذکرنا کا لفظ لاتے ہیں ـ یعنی جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ـ

۱۲ : خبر ، اثر ـ لفظ خبر سے حدیث مراد لیتے ہیں اور لفظ اثر سے بسا اوقات صحابی کا قول مراد ہوتا ہے اور بعض مرتبہ لفظ خبر اور لفظ اثر حدیث مرفوع کے لئے استعمال کرتے ہیں ـ

۱۳ : عندنا ـ ہمارے نزدیک ـ اس سے مراد فقہائے احناف ہوتے ہیں ـ

۱۴ : صاحب ہدایہ بعض مسائل کی وضاحت کے لئے سوال مقدر کا طریقہ اختیار کرتے ہیں ـ مثلاً: فان قیل کذا ـ قلنا کذا ـ یعنی اگر ایسا کہا جائے تو ہم اس کے جواب میں یوں کہیں گے ـ یا فان قال قائل ـ فنقول یعنی اگر کوئی کہنے والا یہ کہے تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے ـ

۱۵ : جب صاحب ہدایہ ظاہر الروایہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد امام محمد بن حسن کی مصنفہ چھ کتب ہوتی ہیں ـ

۱ ـ المبسوط ، ۲ ـ الجامع الصغیر، ۳ ـ الجامع الکبیر، ۴ ـ الزیادات، ۵ ـ السیر الصغیر، ٦ ـ السیر الکبیر ـ

۱٦ : ہذا الحدیث محمول علی المعنی الفلانی ـ یعنی یہ حدیث فلاں معنی پر محمول ہے ـ اس سے یہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ ائمہ حدیث نے اس مراد کو اختیار کیا ہے ، اور جس جگہ کسی نص یا حدیث کے کوئی معنی مصنف رحمہ اللہ نے مستنبط کئے ہیں وہاں کہتے ہیں نحملہ ـ یعنی ہم اس کو اس معنی پر محمول کرتے ہیں ـ

۱۷ : شیخ مرغینانی نے پوری کتاب (هدایہ) میں اس بات کا اهتمام کیا ہے کہ جو فقہی مذهب ان کے نزدیک سب سے قوی تر ہے اس کی دلیل دوسرے تمام فقہی مذاهب کی ادله کے بعد آخر میں بیان کرتے هیں ۔ اگرچه نقل مذاهب ، اور بیان اقوال میں قوی مذهب یا راجح قول کو پہلے بیان کر دیں لیکن جو فقہی مذهب اور رائے ان کے نزدیک سب سے قوی هوگی اس کی دلیل یا دلائل آخر هی میں بیان کریں گے ۔ تاکه اس طرف اشاره هو جائے که آخر میں ذکر کی جانے والی دلیل سابقه تمام اقوال اور ان کے دلائل کا جواب ہے ، اور آخری قول اور رائے هی مصنف کی نظر میں راجح اور قطعی ہے ۔

شروح و حواشی :

کسی کتاب کی اهمیت و افادیت کو جانچنے اور پرکھنے کا اس سے بہتر اور غیر جانبدارانه پیمانه اور کوئی نہیں هو سکتا که یه دیکھا جائے که مصنف کے هم عصر اهل علم و فضل نے اس کی کتاب کو کس حد تک اهمیت دی ہے ۔ اسے کس قدر درخور اعتنا جانا ہے اور پھر بعد میں آنے والوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے ۔ کسی مصنف یا اس کی کتاب کے ساتھ اهل علم و فضل کے سلوک اور اعتناء کا سب سے بڑا مظہر اس کے بارے میں لکھی جانے والی کتب اور تحریریں هیں ۔

اهل علم جس کتاب کو جس درجے اور رتبے کا سمجھتے هیں اسی حد تک اس پر کام کرتے هیں ۔ اس کے حواشی ، شروح، تعلیقات اور اشاریوں وغیره کی طرف متوجه هوتے هیں ۔ اور اسی سے کسی کتاب کے مقام و مرتبے کا تعین هو جاتا ہے ۔

یه پیمانه اگر عادلانه ہے اور یقیناً ہے تو پھر اس دعوے میں مبالغے کی کوئی آمیزش نہیں که فقه کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں همیں کوئی کتاب ایسی نظر نہیں آتی جس پر علماء نے اتنا کام

کیا ہو جتنا ھدایہ پر کیا ہے۔

کشف الظنون گیارھویں صدی ھجری میں لکھی گئی اس کے مصنف نے ھدایہ کے شروح و حواشی کی تعداد ساٹھ سے زیادہ لکھی ہے۔ اس کے بعد کم و بیش ڈھائی سو برس میں ہدایہ پر جو کام ہوا ہے وہ بھی اس سے کم نہیں جو کشف الظنون کے وقت تک ہوا۔

صاحب کشف الظنون کے مطابق ھدایہ کی سب سے پہلی شرح ان کے خاص شاگرد شیخ حسام الدین بن علی صغناتی حنفی (م : ۷۱۰ھ) نے لکھی، اس شرح کا نام انھوں نے ,, نہایة،، رکھا ۔ ۷۰۰ ہجری میں اس شرح کی تکمیل ہوئی ۔

اس شرح کا خلاصہ شیخ جمال الدین محمود ابن احمد بن السراج القونوی (م: ۷۷۰ھ) نے کیا ۔ ,, خلاصه النہایہ فی فوائد الھدایہ ،، اس کا نام رکھا ۔ یہ خلاصہ ایک جلد میں ہے۔

بعض اھل علم نے کہا کہ ھدایہ کی پہلی شرح شیخ حمید الدین علی بن محمد بن علی الضریر البخاری (م : ۶۶۷ھ) نے لکھی ۔ ,,الفوائد،، کے نام سے اسے موسوم کیا، یہ شرح دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

معراج الدرایہ الی شرح الھدایہ ۔ شیخ قوام الدین محمد بن محمد البخاری الکاکی (م : ۷۴۹ھ) ۔ شیخ قوام الدین اس کی تالیف سے ۲۱ محرم الحرام ۷۴۵ ہجری کو فارغ ہوئے ۔ اس شرح کے بارے میں شارح علام نے کہا ہے کہ : اس وقت تک ھدایہ کی شرح و توضیح سے متعلق علماء جو کچھ لکھ چکے تھے ، یا درس و تقریر کے ذریعے جو کچھ مجھ تک پہنچا تھا وہ میں نے سب کا سب اپنی شرح میں جمع کر دیا ۔

جن مسائل میں ائمہ اربعہ کا اختلاف تھا وھاں سب کی آراء جمع کر دیں ۔ نیز اس میں یہ بھی وضاحت کر دی کہ کونسا قول صحیح ہے اور کونسا اصح ، قدیم فقہاء کے علاوہ جدید فقہاء کے

اقوال اور آراء کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور جہاں مناسب سمجھا انہیں بھی شامل کر دیا ،، (۲۳) ۔

نہایة الکفایہ فی درایة الھدایہ ۔ تاج الشریعہ عمر بن صدر الشریعہ الاول عبیداللہ المحبوبی الحنفی (م : ٦۷۲ ھ) ۔

الغایة (شرح ھدایہ) ابو العباس احمد بن ابراھیم السروجی (قاضی مصر) الحنفی (م: ۷۱۰ھ) ۔ یہ شرح خاصی مفصل تھی ، کئی جلدیں لکھنے کے باوجود مکمل نہیں تھی ۔ شیخ ابو العباس احمد بن ابراھیم اس کی تکمیل سے پہلے فوت ہو گئے ۔ ان کے انتقال کے بعد قاضی سعد الدین الدیری (م : ۸٦۷ھ) نے تکمیل کی ۔ قاضی سعد الدین نے وھی اسلوب ، طریقہ اور مسلک اختیار کیا جو شیخ ابو العباس کا تھا ۔ تکمیل کے بعد یہ شرح چھ جلدوں پر مشتمل تھی ۔

تکملة الفوائد ۔ شیخ جلال الدین عمر بن محمد الخبازی (م: ٦۹۱ھ) یہ اپنی شرح کو مکمل نہ کرسکے ۔ محمد بن احمد القونوی نے اس کی تکمیل کی ۔

غایة البیان و نادرة الاقران ۔ شیخ قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر الاتقانی الحنفی (م : ۷۵۸ھ) .

شیخ قوام الدین کہتے ھیں کہ : مصر میں مجھ سے بعض علماء ملے اور انھوں نے اس خواھش کا اظہار کیا کہ میں ھدایہ کی شرح لکھوں ۔ میں نے کہا کہ ھدایہ کی نہایہ جیسی شرح موجود ہے ۔ اس کے بعد کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ مزید شروح لکھی جائیں، پھر یہ کہ ھدایہ ایک مشکل اور عظیم کتاب ہے ۔ میں اپنے کو اس کی شرح لکھنے کا اھل نہیں پاتا ۔ لیکن علمائے مصر کا کہنا تھا کہ نہایہ منقولات کا ایک مجموعہ ہے ، اس میں سلف کے اقوال و آراء کے علاوہ کچھ نہیں ۔ ھدایہ کی ایسی شرح لکھی جانی چاھیے جس میں ھدایہ جیسی مجتہدانہ شان ھو ، اور صرف منقولات کا

ذخیرہ نہ ہو۔ علمائے مصر کے اصرار اور ہمت افزائی کے سبب میں نے اللہ کا نام لے کر ربیع الآخر ۷۲۱ ہجری میں شرح ھدایہ کی ابتدائی کی ، اور چھبیس برس سات ماہ کی مسلسل محنت کے بعد ۷۴۷ ہجری میں اس سے فراغت حاصل کی ۔ یہ شرح تین مجلدات پر مشتمل ہے۔ (۲۳) ۔

الکفایہ شرح الہدایہ ۔ سید جلال الدین کرلانی (م : ۷۶۷ھ)

بعض اھل علم کا کہنا ہے کہ امام حافظ الدین ابو البرکات عبداللہ بن احمد النسفی (م : ۷۱۰ھ) نے بھی ھدایہ کی شرح لکھی ہے اور وہ ایک مکمل اور جامع شرح ہے لیکن اکثر اھل علم کا قول ہے کہ امام نسفی نے ھدایہ کی کوئی شرح نہیں لکھی (۲۵) ۔

العنایہ ۔ شیخ اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی الحنفی (م : ۷۸۶ھ) اس کا ایک مطبوعہ نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے (۲۶) ۔ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ محمد بن ابراهیم الدروری المصری الحنفی (م : ۱۰۶۶ھ) نے اس پر حاشیہ تحریر کیا ہے۔ العنایہ کو علماء نے ھدایہ کی ایک نفیس شرح تسلیم کیا ہے۔

بنایہ ۔ قاضی بدر الدین محمود بن احمد معروف بالعینی (م۸۵۵ھ) اسکا شمار ھدایہ کی معروف اور مقبول شروح میں ھوتا ہے۔ اس کی پہلی جلد مطبوعہ لکھنؤ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ (۲۷) ۔

فتح القدیر للعاجز الفقیر ۔ شیخ کمال الدین محمد عبدالواحد السیواسی الحنفی معروف بابن ہمام (م : ۸۶۱ھ) ۔

ھدایہ کی تمام شروح میں سب سے زیادہ معروف اور مقبول شرح ہے۔ تمام علماء نے اس کی تعریف کی ہے۔ شمس الدین احمد بن قورد المعروف بقاضی زادہ مفتی (م : ۹۸۸ ھ) نے اس کا تکملہ لکھا

ہے جو ,, نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار،،کے نام سے موسوم ہے اور فتح القدیر کے ساتھ ھی شائع ھوا ہے ۔ ملا علی قاری نے فتح القدیر پر حاشیہ لکھا ہے (۲۸) ۔

شیخ ابراھیم بن محمد الحلبی (م : ۹۵٦ھ) نے فتح القدیر کی تلخیص کی ہے اور بعض مسائل میں ابن ھمام پر جرح و تنقید بھی کی ہے ۔

مذکورہ بالا شروح کے علاوہ شروحات ھدایہ کی ایک طویل فہرست ہے جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں ہے ۔ شروح ھدایہ کے ساتھ علماء نے ھدایہ کے حوالہ سے ایک اور نہایت اھم خدمت انجام دی ہے ۔ اور وہ یہ کہ ھدایہ میں امام مرغینانی نے احکام و مسائل یا دلائل کے ضمن میں جو احادیث ذکر کی ھیں ان کی تخریج کی ہے اور اس موضوع پر ضخیم کتابیں لکھی ھیں ۔

احادیث ھدایہ کی تخریج کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ صاحب ھدایہ نے اپنی کتاب میں اس امر کا اہتمام نہیں کیا تھا کہ احادیث کے حوالے دیں، حتی کہ بعض مقامات پر انھوں نے حدیث کا مکمل متن بھی درج نہیں کیا ۔

ایسا کرنے سے صاحب ھدایہ کا ھرگز یہ منشا نہ تھا کہ وہ مسائل یا دلائل کے ضمن میں ھر قسم کی ضعیف و قوی احادیث جمع کر دیں، اور نہ ھی انھوں نے کسی خاص وجہ کی بنا پر ان کے مآخذ و مصادر کی نشان دھی سے گریز کیا ۔ بلکہ صورت حال یہ ہے کہ ان کا موضوع فقہی مسائل اور اس کے ساتھ حنفی نقطہ نظر کی وضاحت تھا ۔ اور جس مسئلہ میں فقہاء کی آراء مختلف تھیں وھاں امام ابوحنیفہ یا ان کے اصحاب کی رائے اور فتاوی کی وجوہ ترجیح بیان کرنا مقصود تھیں ، نہ وہ حدیث کی کتاب لکھ رھے تھے اور نہ اسماء الرجال ان کا موضوع تھا جس میں حدیث کی اقسام، ان کے مراتب ، سند اور

مراجع سے بحث کرتے ۔ لیکن ان کے بعض ناقدین نے ان کی کتاب کے اس پہلو کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے فقہائے احناف نے اس طرف بھی توجہ مبذول کی اور ھدایہ میں جو احادیث مذکور تھیں ان کی تخریج کی ، ان کی سند اور مراجع کی وضاحت کی اور اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں ۔ عام شروح کی طرح تخریج احادیث ھدایہ پر بھی متعدد کتابیں لکھی گئیں ۔ حسب ذیل کتابوں نے پوری اسلامی دنیا میں اپنا مقام و مرتبہ منوایا ، ان کتابوں کی تالیف کے بعد کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ اھل علم ان کتابوں سے بے نیاز ہوئے ہوں ۔

شیخ محی الدین عبد القادر بن محمد القرشی المصری (م : ۷۷۵ ھ) نے ,, الغایة بمعرفة احادیث الھدایة،، کے نام سے ایک جامع کتاب تالیف کی ۔

شیخ علاء الدین علی بن عثمان المعروف بابن الترکمانی الماردینی (م : ۷۵۰ ھ) نے ,, الکفایة فی معرفة احادیث الھدایه ،، کے نام سے ایک کتاب لکھی ۔

احادیث ھدایه کی تخریج پر جتنی کتابیں لکھی گئیں ان میں سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت شیخ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعی (م : ۷٦۲ ھ) کی تالیف ,, نصب الرایه لاحادیث الھدایه ،، کو نصیب ہوئی ۔ نویں صدی ھجری کے مشہور محدث امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی (م : ۸۵۲ھ) نے ,, الدرایه فی منتخب احادیث الھدایه،، کے نام سے نصب الرایه کی تلخیص کی ۔

یه چند معروف اور متداول شروح کا اجمالی تذکرہ ہے ۔ جیسا که میں نے عرض کیا که صرف صاحب کشف الظنون نے ساٹھ سے زائد شروح ھدایه کا ذکر کیا ہے ۔ اس ضمن میں تفصیلات کے لئے مندرجه ذیل کتب سے رجوع کیا جا سکتا ہے ۔

۱ ـ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ـ مصطفی بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفه (م : ۱۰۳۸ھ)
۲ ـ الجواهر المضیة ـ شیخ عبدالقادر بن ابی الوفاء احمد بن محمد بن نصر اللہ القرشی المصری (م : ۷۷۵ھ)
۳ ـ حدائق الحنفیه ـ مولوی فقیر محمد جہلمی (و : ۱۲٦۰ھ)
۴ ـ الفوائد البہیه فی تراجم الحنفیه ـ مولانا عبدالحئی لکھنوی (م : ۱۳۰۴ھ)
۵ ـ مقدمه نصب الرایه لاحادیث الهدایة ـ مولانا محمد یوسف بنوری (م : ۱۹۷۷ء)
٦ ـ مقدمة الهدایه ـ مولانا عبدالحئی لکھنوی
۷ ـ معجم المصنفین ـ دائرة المعارف حیدر آباد دکن ـ

جس طرح هر دور کے علماء اور فقہاء نے هدایه کی شروح لکھیں اسی طرح حواشی بھی لکھے ـ شروح اور حواشی کی فهرست پر نظر ڈالنے سے دو باتیں سامنے آتی هیں ـ

اول یه که شروح زیاده تر اس علاقه کے علماء نے لکھیں جس سے خود صاحب هدایه کا تعلق تھا یا اس کے علاوه چند عراقی اور مصری علماء نے بھی هدایه کی قابل قدر شروح تالیف کیں ـ

دوسری یه بات که ماوراء النہر (صاحب هدایه کا علاقه) ، عراق، اور مصر کے علماء نے شروح هدایه کی تصنیف و تالیف پر زیاده توجه کی اور برصغیر پاک و هند کے علماء کی زیاده توجه حواشی پر رهی ـ اور اس خطے کے علماء نے هدایه پر بعض مفید اور مفصل حواشی تحریر کئے ـ ان میں مولانا عبدالحئی لکھنوی کا حاشیه اساتذه اور طلبه میں یکساں مقبول ہے ـ

تراجم هدایه :

هدایه کے تین مختلف زبانوں میں ترجمے همارے علم میں هیں ـ

انگریزی ترجمہ ۔ برصغیر ھند میں برطانیہ کے مکمل اقتدار کے بعد انگریزوں نے سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اسلامی اور مشرقی علوم کی طرف توجہ کی ۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ھدایہ کا انگریزی ترجمہ بھی تھا ۔

بنگال کے گورنر جنرل وارن ھیسٹنگز کے حکم سے چارلس ھملٹن نے ھدایہ کا انگریزی میں ترجمہ کیا ۔ لیکن یہ ھدایہ کا مکمل ترجمہ نہیں ہے اگرچہ پہلا ایڈیشن چار حصوں میں شائع کیا گیا ۔ (ھدایہ کی بھی چار جلدیں ھیں) لیکن اس کے باوجود یہ مکمل چار جلدوں کا ترجمہ نہیں تھا ۔ پہلی جلد کتاب الطہارات، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الحج پر مشتمل ہے لیکن انگریزی ترجمہ میں پہلی جلد سے صرف کتاب الزکوٰۃ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ دوسری جلد میں سے جنایات کے اکثر حصہ کو چھوڑ دیا ہے ۔

اس کا دوسرا ایڈیشن اسٹنڈش گروو گارڈی کے پیش لفظ اور تفصیلی اشاریہ کے ساتھ ١٨٧٠ء میں شائع کیا گیا ۔ ترجمہ میں کوئی ترمیم و اضافہ نہیں کیا گیا البتہ چار حصوں کے بجائے صرف ایک جلد میں شائع کیا گیا ۔ بہت باریک ٹائپ میں ہے اور ٧٩٣ صفحات پر مشتمل ہے ۔ یہی ایڈیشن بعینہ ١٩٥٧ء میں لاھور سے شائع ھوا جو کہ اس ترجمہ کا تیسرا ایڈیشن ہے ۔

فارسی ترجمہ ۔ ھدایہ کی چاروں جلدوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا گیا یہ ترجمہ اصل متن کی طرح چار جلدوں میں طبع ھوا ہے ۔ ناچیز راقم نے اس ترجمہ کو نہ صرف دیکھا بلکہ پڑھا ہے اور جب ابتدائی دو جلدوں کے اردو ترجمہ کی توفیق ھوئی تو والد مرحوم(٢٩) نے مجھے یہ فارسی ترجمہ عنایت کیا اور تاکید کی کہ میں اسے ضرور پیش نظر رکھوں یہ بہترین ترجمہ ہے ۔ چنانچہ میں نے اردو

ترجمہ کرتے وقت اس ترجمہ کو سامنے رکھا، اگرچہ مجھے فارسی سے واقفیت بہت کم ہے لیکن میں نے دیکھا کہ یہ فارسی ترجمہ اتنا سہل اور رواں ہے کہ مجھ جیسا معمولی فارسی جاننے والا بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔

مطبوعہ نسخہ پر کسی جگہ مترجم کا نام نہیں ہے لیکن ھدایہ اور صاحب ھدایہ کے بارے میں محترم قاری محمد عادل خان کا ایک فاضلانہ مقالہ مجلہ المعارف لاھور شمارہ نومبر ۱۹۷۵ء میں شائع ھوا اس میں موصوف نے مترجم کا نام غلام یحیٰی لکھا ہے۔ تفصیل انھوں نے بھی نہیں لکھی۔ نیز لکھا ہے کہ : یہ نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے » (۳۰)۔ الحمد للہ ھمارے ذاتی کتب خانے میں بھی اس کا نسخہ موجود ہے۔

شاہ ولی اللہ الدھلوی کے بھائی شاہ اھل اللہ نے فارسی زبان میں ھدایہ کی تلخیص کی ہے، اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے (۳۱)۔

اردو تراجم۔ ھدایہ کا سب سے پہلا اردو ترجمہ مولوی سید امیر علی ملیح آبادی نے گورنر جنرل بنگال وارن ھیسٹنگز کے حکم سے کیا تھا۔ یہ ترجمہ چار جلدوں میں ہے۔ مکمل ترجمہ ہے اور مستند ہے۔ ترجمہ کے علاوہ مختصر تشریحات بھی فوائد کے نام سے شامل ھیں۔

قدیم ایڈیشن کو لاھور کے ایک پبلشر نے دوبارہ طبع کیا، لیکن اس پر قطعاً کوئی محنت نہیں کی فوٹو لیکر جوں کا توں شائع کر دیا بلکہ سائز چھوٹا کر دیا جس سے پڑھنے میں خاصی تکلیف ھوتی ہے۔

مولوی امیر علی مرحوم کا اردو ترجمہ مکمل بھی ہے اور مستند بھی لیکن اس کی اردو بہت قدیم اور مشکل ہے جسے موجودہ دور میں سمجھنا خاصا دشوار ہے۔ دوسرے یہ کہ انھوں نے ترجمہ کرتے

وقت ھدایہ کی خط کشیدہ عبارتوں اور غیر خط کشیدہ عبارتوں میں امتیاز نہیں کیا ۔ جس کے باعث ترجمہ دیکھنے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ قدوری اور جامع صغیر کی عبارتؒ کا ترجمہ کونسا ہے اور ھدایہ کا ترجمہ کہاں سے شروع ھوتا ہے۔ ان امور کے پیش نظر بعض اھل علم نے ھدایہ کی مقبولیت اور ضرورت کو مدنظر رکھتے ھوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ھدایہ کا اردو زبان میں ایسا ترجمہ کیا جائے جسے وہ لوگ بھی سمجھ لیں جو عربی سے بالکل واقف نہیں ھیں ۔

قرعہ فال ناچیز راقم اور مولانا محمد مالک کاندھلوی (ناچیز کے برادر بزرگ) کے نام نکلا ۔

ابتدائی دو جلدوں کا ترجمہ ناچیز نے اور آخری دو جلدوں کا مولانا محمد مالک صاحب نے کیا ہے۔

اس ترجمہ میں ایک اہتمام تو یہ کیا ہے کہ ھدایہ کی خط کشیدہ عبارت کے ترجمہ کو بھی خط کشیدہ کیا گیا ہے۔ ھدایہ کی عبارت سے زائد کوئی لفظ یا فقرہ ہے تو اس کو قوسین میں کر دیا گیا ہے۔ تشریحات کے لئے حواشی دئیے گئے ھیں ۔

ایک اھم اور مفید اضافہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم کے مشورہ سے کیا ہے۔ وہ یہ کہ صاحب ھدایہ نے احکام و مسائل اور دلائل کے ضمن میں جو احادیث درج کی ھیں، حاشیہ میں ان کی تخریج کر دی گئی ہے یعنی حدیث کا حوالہ دیدیا ہے کہ یہ فلاں مجموعۂ حدیث میں فلاں باب کے تحت مذکور ہے۔

صاحب ھدایہ بعض مقامات پر حدیث کا حوالہ تو دیدیتے ھیں مگر اس کا پورا متن درج نہیں کرتے ۔ ایسے مقامات پر ھم نے حاشیہ میں حدیث کا متن نقل کر دیا ہے۔

ترجمہ اکثر مقامات سے والد مرحوم نے ملاحظہ فرمایا اور تحریری طور پر اس کی توثیق کی ہے۔ میں یہ عرض کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ دوران ترجمہ مجھے جب مشکل پیش آتی کہ ھدایہ کی عبارت کو اردو میں کیسے پیش کروں تو میں والد مرحوم سے رجوع کرتا ، انھیں ھدایہ کی وہ عبارت پڑھ کر سناتا جو میرے لئے دشواری کا باعث ھوتی۔ وہ ایک مختصر وضاحتی تقریر کرتے اور اس کے بعد میں اس عبارت کا ترجمہ کرتا۔

قاری محمد عادل خان نے اپنے فاضلانہ مقالہ میں ناچیز راقم اور برادر محترم کے اردو ترجمہ پر حسب ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا ہے:

,, ایک اردو ترجمہ حافظ محمد مالک اور حافظ محمد میاں صدیقی نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ بہت عمدہ ہے، اس میں نہ کہیں کمی بیشی ہے اور نہ وہ سقم ہے جو ایک زبان کی کتاب کو دوسری زبان میں منتقل کرنے سے عموماً پیدا ھو جاتا ہے۔ البتہ بعض مقامات پر اردو عبارت گنجلک سی معلوم ھوتی ہے۔ اور جب تک اصل عبارت کی طرف رجوع نہ کیا جائے مسئلہ کی عقدہ کشائی نہیں ھوتی ،،(۳۲) ۔

فاضل مقالہ نگار نے بعض عبارات کے گنجلک سے ھونے کا ذکر کیا ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ اس کی طباعت کے بعد ایک ایسے عالم دین کا خط آیا تھا جو طویل عرصہ تک ھدایہ کا درس دیتے رہے انھوں نے ابواب الزکوۃ میں ایک عبارت کی نشان دھی کی تھی اور اسی رائے کا اظہار کیا تھا کہ ترجمہ اگرچہ درست ہے مگر اتنا مجمل ہے کہ اس کا اجمال ابہام کی حد تک پہنچ گیا، اس میں قوسین کا اضافہ کر دیا جائے تو مفہوم سمجھنا آسان ھوگا ،،(۳۳) ۔

یہ ترجمہ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاھور نے ۱۹٦۷ء ۔ ۱۹٦۹ء میں شائع کیا ۔ اس وقت نایاب ہے۔ ترجمہ پر نظرثانی کا عمل جاری

ہے۔ ذیلی عنوانات، تفصیلی فہارس اور اشاریوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن پہلے ایڈیشن سے بہتر ہوگا ۔ جن مقامات پر ترجمہ قدرے مغلق یا مجمل تھا وہاں قوسین یا تشریحی نوٹ کے ذریعے اسے واضح کر دیا ہے۔

ہدایہ کے منتخب ابواب کا اردو ترجمہ پروفیسر غازی احمد صاحب نے بھی کیا ہے۔ بہت اچھا اور عام فہم ترجمہ ہے۔ لیکن اس میں بھی مولوی امیر علی کے ترجمہ کی طرح ہدایہ کی خط کشیدہ عبارتوں کے ترجمہ کو نمایاں نہیں کیا گیا ، اور نہ ہی تخریج احادیث کی گئی ۔

یہ ترجمہ مختلف امتحانات اور نصابوں کو ملحوظ رکھ کر کیا ہے کیوں کہ ہدایہ دینی مدارس کے علاوہ کہیں بھی مکمل نہیں پڑھائی جاتی ۔ مختلف یونیورسٹیوں اور مشرقی علوم کے امتحانات میں اس کے مخصوص ابواب شامل نصاب ہیں ۔ پروفیسر غازی احمد صاحب نے ان کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ اگر یہ ترجمہ مکمل کتاب کا ہوتا تو یقیناً بہت مفید ہوتا ۔ مکتبہ علمیہ لاہور نے مختلف حصوں میں شائع کیا ہے۔

حوالہ جات و حواشی

۱ ۔ حاجی خلیفہ ، مصطفی بن عبداللہ ، کشف الظنون، ج ۲ ، کالم : ۲۰۳۲، طبع استنبول ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء

۲ ۔ فقیر محمد جہلمی، مولوی، حدائق الحنفیہ ، ص ۲۶۹، طبع نول کشور لکھنئو (بھارت) ۱۹۰۶ء ۔

۳ ۔ زیلعی، شیخ جمال الدین عبداللہ بن یوسف، نصب الرایہ لاحادیث الهدایہ، (مقدمہ از مولانا یوسف بنوری)، ج ۱ ، ص ۱۳، طبع مجلس علمی ڈابھیل سورت (بھارت) ، ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۲۳ء ۔

۴ ۔ عبدالحئی لکھنوی ، الفوائد البہیہ ، ص ۱۳۱، طبع مصر ، ۱۳۲۴ھ ۔

۵ ـ ایضـاً
٦ ـ حاجی خلیفه ، کشف الظنون ، ج ۲ ، ک ۲۰۳۲
۷ ـ عبدالقادر قرشی مصری، الجواهر المضیه فی طبقات الحنفیه، ج ۱ ، ص ۳۸۳، طبع حیدرآباد دکن (بھارت) ، ۱۳۳۲ھ .
۸ ـ محمد مظہر بقا، ڈاکٹر ، اصول فقه اور شاه ولی الله ، ص ۳۲٦، طبع اداره تحقیقات اسلامی، اسلام آباد ، ۱۹۷۳ء .
۹ ـ ایضـاً ـ ص ۳۲۷، شمس الدین احمد سلیمان رومی معروف بابن کمال پاشا . م ۹۴۰ ھـ)
۱۰ ـ فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیه ، ص ۲۳۲
۱۱ ـ عبدالحئی لکھنوی ، الفوائد البہیه ، ص ۱۳۱
۱۲ ـ زرکلی، خیر الدین ، الاعلام ، ج ۴، ص ۲٦٦، طبع بیروت ، ۱۹۸۰ء
۱۳ ـ حاجی خلیفه، کشف الظنون ، ج ۲ ، ک ۱۸۵۲
۱۴ ـ ایضـاً ، ج ۲ ، ک : ۱۲۵۰، ۱۲۵۱
۱۵ ـ ایضـاً ، ج ۲ ، ک : ۳۵۳
۱٦ ـ ایضـاً ، ج ۲ ، ک ۵٦۷
۱۷ ـ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمه الله ، م : ۱۹۷۴ء
۱۸ ـ زیلعی، نصب الرایه ، ج ۱ ، ص ۱۴
۱۹ ـ محمد میاں صدیقی، سراج الهدایه ، ج ۱ ، ص ٦ ، طبع ملک سراج الدین اینڈ سنز ، لاهور، ۱۹٦۷ء

۲۰ ـ حاجی خلیفه، کشف الظنون ، ج ۴ ، ک ۲۰۳۲
۲۱ ـ عبد القادر قرشی ، الجواهر المضیه ، ج ۱ ، ص ۳۸۴
۲۲ ـ حاجی خلیفه، کشف الظنون ، ج ۲، ک ۲۰۳۲
۲۳ ـ ایضاً ج ۲ ، ک ۲۰۳۳
۲۴ ـ ایضاً ج ۲ ، ک ۲۰۳۴
۲۵ ـ ایضـاً .
۲٦ ـ محمد عادل خاں ، قاری، شیخ برهان الدین مرغینانی (مقاله) مجله ,,المعارف،، لاهور ، نومبر ۱۹۷۵ء
۲۷ ـ کتب خانه آصفیه ، حیدر آباد دکن کا موجوده نام ,,اسٹیٹ لائبریری،، ہے
۲۸ ـ زیلعی، نصب الرایه (مقدمه) ج ۱ ، ص ۱۵
۲۹ ـ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمه الله
۳۰ ـ محمد عادل خاں ، قاری ، شیخ برهان الدین مرغینانی ، (مقاله) المعارف لاهور .
۳۱ ـ ایضـاً
۳۲ ـ ایضـاً .
۳۳ ـ یه خط مولانا محمد طفیل جالندهری کا تها جو فضلائے دار العلوم دیوبند میں سےهیں، اوکاڑه میں مقیم هیں ، درس و تدریس اور خدمت دین میں مصروف هیں ـ